بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

ماہوار رسالہ

مرقع قادیانی

جلد ۴ | امرتسر - بابت جون ۱۹۳۲ء | نمبر ۲

از قلم منشی محمد عبد اللہ معمار امرتسری

مودّت نامہ ثنائی

اور

خواجہ کمال الدّین صاحب لاہوری

حضرات! میری گزارش سے پہلے مرزا صاحب متوفی کا متبرک اعلان سارا پڑھ لیں، تاکہ آیندہ بحث آسان ہو۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّهٗ لَحَقٌّ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا

ہے۔ میں نے آپ سے بہت دُکھ اُٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں
کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر
کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں ان تہمتوں
اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھکر کوئی سخت لفظ نہیں ہوسکتا
اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک
پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤنگا۔ کیونکہ
میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور
حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے
اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں
کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں
اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت
اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچینگے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے
ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ
وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا
کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں۔ بلکہ محض
دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں
کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات
سے واقف ہے اگر یہ دعوٰے مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا
افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا
میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب
میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت
سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور
صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں

تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی انکو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ

میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے" *

ناظرین کرام ! آپ کو معلوم ہوگا کہ دسمبر ۱۹۳۱ء میں لاہوری پارٹی کے سالانہ جلسہ پر حضرت مولانا محمد ثناء اللہ صاحب نے امیر جماعت مرزائیہ "مولانا" محمد علی صاحب لاہوری کو نہایت ہی پُر از اخلاص و پیارے الفاظ میں بذریعہ "مؤدت نامہ" توجہ دلائی تھی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"مولوی محمد علی صاحب ! آپ صاحب انگریزی کے ایک اعلےٰ تعلیمیافتہ ہوکر مذہبی خدمات میں مصروف ہیں۔ اس لئے آپ کی میرے دل میں عزت و احترام ہے۔ اسی بنا پر میں بھرے دل سے آپ کی خدمت میں یہ مؤدت نامہ لکھتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ بھی محبت کی نظر سے اسے پڑھینگے۔ آپ کا ہمارا جتنا مذہبی اختلاف ہے اس کا اصل الاصول جناب مرزا صاحب قادیانی کی شخصیت خاصہ ہے۔ یہی ایک حد فاصل ہے جو ہم کو ایک جگہ جمع ہونے نہیں دیتی۔ میں اور آپ دونوں عمر کی آخری منزل میں ہیں اس لئے ہمارا مقدم فرض یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنے دل و دماغ میں کوئی ایسا عقیدہ اور خیال لیکر اس دنیا سے نہ جائیں جو مالک کے حضور ہماری گرفت کا موجب ہو۔

امر واقعہ یہ ہے جس کے اظہار سے مجھے کوئی امر مانع نہیں ہوسکتا کہ ہم مرزا صاحب کی نسبت جو خیال رکھتے ہیں تقلیداً نہیں رکھتے بلکہ علے وجہ البصیرت رکھتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ جسطرح میں اپنا خیال مدلل پاتا ہوں' آپ بھی اپنا اعتقاد پختہ و مدلل جانتے ہونگے۔ میری وجوہات سے بڑی وجہ مرزا صاحب کا وہ اعلان ہے جو اُنہوں نے

"مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"

کے عنوان سے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کیا تھا۔ جسطرح میں اس کو اصلی معنے میں کافی جانتا ہوں' آپ اس کو ناکافی سمجھتے ہونگے۔ یہی

* راقم مرزا غلام احمد ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء /

ایک سد سکندری ہے جس کی بابت آج بھرے دل سے آپ کا احترام
ملحوظ رکھکر آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے علم وفضل سے مجھے فائدہ
پہنچائیں۔ جس کی صورت بہت سادہ اور آسان ہے کہ بمقام لاہور مجلس
خاص احباب میں اس آخری فیصلہ پر تھوڑا سا وقت محض مخلصانہ گفتگو ہو
جس میں ہر فریق کی یہی کوشش ہو کہ دوسرے فریق کے دل میں بات
پہنچائے، نہ طعن تشنیع، نہ غلظت کلام، نہ سوء مزاجی بلکہ فرمان
خداوندی قُلْ لَّهُمْ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِیْغًا۔ کی تعمیل ہو۔ میں
اپنی دلی محبت اور اخلاص پر بھروسہ رکھکر جواب باصواب کا امیدوار ہوں۔
(خادم دین اللہ ابوالوفاء ثناء اللہ کفاہ اللہ امرتسری)"

اس پر از اخلاص ومحبت "مؤدت نامہ" کے جواب میں مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے جو کچھ رقم فرمایا بلامبالغہ اسے مؤدت نامہ کے جواب میں مغضبت نامہ کہنا بجا ہے۔ وہ جواب کیا تھا؟ جواب سے اعراض تھا۔ میرے نزدیک بلکہ ہر ایک صاف باطن انسان کے نزدیک اسے جواب کہنا جواب کی ہتک کرنا ہے۔

جو صاحب میرے ان الفاظ کی تصدیق چاہیں انہیں لازم ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کے مؤدت نامہ پر ایک نظر ڈالکر پھر مولوی محمد علی صاحب کے جواب کو از اول تا آخر پڑھیں تو انشاء اللہ میرے ہمنوا ہونگے۔ بہر حال مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ لکھا اس کا جواب حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب نے "اہلحدیث" یکم اپریل ۱۹۳۲ء میں دیدیا۔

اس کے بعد ہم نے اخبار پیغام صلح میں پڑھا کہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل مبلغ انگلستان "مؤدت نامہ" کا جواب لکھ رہے ہیں۔ اس خبر سے ہم کو دوہری خوشی ہوئی۔ اوّل یہ کہ باوجود مولوی محمد علی صاحب کے جواب کے خواجہ صاحب موصوف کا مؤدت نامہ کے جواب کی طرف متوجہ ہونا بیّن دلیل ہے کہ پہلا

جواب ناکافی بلکہ جواب نہ تھا۔ دوم اس لئے کہ ہمارا گمان تھا خواجہ صاحب اس نہایت ہی اہم اور فیصلہ مسئلہ پر جس کی چھان بین سے وہ بحر ذخار جو مسلمانان دنیا اور جماعت احمدیہ کے باہمی ملاپ میں سد سکندری سے زیادہ سخت روک ہو رہا ہے، محققانہ، مخلصانہ طور سے تبادلہ خیالات کو آمادہ ہونگے۔ جس سے احد الفریقین سے غلطی کا ہمیشہ کیلئے ازالہ ہو جائیگا۔

مگر افسوس کہ خواجہ صاحب کے جواب کو جو ۱۰۔ مارچ ۱۹۳۲ء کو بصورت ٹریکٹ شائع کیا گیا ہے، پڑھکر ہماری تمام امیدیں یکسر مٹ گئیں اور ہماری ساری خوشی مبدل بہ مایوسی ہو گئی۔ اہ ؎

مدت سے لگ رہی تھی لب بام ٹکٹکی
تھک تھک کے رہ گئی نگۂ انتظار آج

ناظرین کرام! میں سچ عرض کرتا ہوں جب میں نے اس ٹریکٹ کو پڑھا تو معاً میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ جواب خواجہ کمال الدین صاحب جیسے مدعی اخلاص ذی علم معزز بزرگ کا نہیں ہو سکتا۔ کسی نے انہیں بد نام کرنے اور ان کا مذاق اڑانے کو اسے ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ خدا کرے میرا خیال صحیح ہو۔

میں اسی خیال پر راسخ رہتا کہ یہ اس بزرگ کی تحریر نہیں۔ مگر صفحہ ۲۶ ٹریکٹ مذکورہ پر جلی قلم سے لکھے ہوئے دستخط **خواجہ کمال الدین**۔ نیز رسالہ مذکورہ کے ساتھ خواجہ صاحب کا ایک خط بھی دفتر اہلحدیث میں دیکھا گیا تو بمجبوری سمجھا کہ رسالہ انہی کا ہے۔

اس رسالہ کے اندر جس طول نویسی اور غلط مبحث سے کام لیا گیا ہے وہ بلاشبہ مستحق ہے اس ریویو کا جو خود خواجہ نے اس رسالہ میں اس کے صفحہ ۲ پر کیا ہے کہ

"خدا جانتا ہے کہ یہ تھوڑا سا وقت جو میں نے سطور بالا میں صرف کیا

سے ہے اس کو بھی میں ضائع شدہ سمجھتا ہوں۔"

قارئین کرام! کسقدر تعجب، حیرت، بلکہ افسوس کا مقام ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کی بالکل سہل، آسان اور مفید تجویز تھی جس پر نہ ہینگ لگے نہ پھٹکری۔ یعنی چند ساعت یکجا بیٹھکر محبت سے گفتگو کرنا۔ اس کو تو خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ "تضیع اوقات" ہے (صـــ رسالہ مذکور) مگر دوسری طرف باوجود مخدوش صحت اور طویل بیمار (عافاہ اللہ) ہونے کے روزانہ دو دو گھنٹے وقت نکالکر کئی دنوں میں اسی مودت نامہ کا جواب یعنی مغضبت نامہ، رسالہ مشتمل بر ۲۸ صفحات لکھ مارتے ہیں۔ اور ایسا کرتے ہوئے نہ تو انہیں تضیع اوقات کا خیال آتا ہے اور نہ یہ خیال کہ ہم نے جو اشاعت اسلام کے بہانے مسلمانوں سے چندہ لیا ہے وہ اس فعل عبث و بے سود پر صرف کرنا ثواب ہے یا گناہ۔

برادران اسلام! مولانا ثناء اللہ کی تجویز "مجلس خاص احباب میں اس آخری فیصلہ پر تھوڑا سا وقت محض مخلصانہ گفتگو ہو" کو خواجہ صاحب کا تضیع اوقات قرار دینا۔ اور خود اسی کے جواب میں ۲۸ صفحات کا فضول رسالہ لکھ مارنا کیا اس بات کا مظہر نہیں ہے کہ ؎

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے؟

بہرحال اس ٹریکٹ کے اندر خواجہ صاحب موصوف نے چھ صفحات تک تو یہ ثابت کرنے میں خرچ کئے ہیں کہ آخری فیصلہ والا اشتہار مشتمل محض دعاء موت نہ تھا بلکہ دعاء مباہلہ تھا۔ میں کہتا ہوں کہ کیا اچھا ہوتا اگر خواجہ صاحب مع جماعت احمدیہ لاہوریہ مولانا ثناء اللہ کی تجویز پر عمل پیرا ہوکر انہی دلائل کو اس مجلس میں پیش کرتے۔ اچھا اگر پہلے نہیں کیا تو اب سہی۔ پھر اگر خواجہ صاحب اس پر آمادہ نہ ہوں (خدا کرے ہوں) تو میں ان کو مطلع کرتا ہوں کہ اِن اور ان جیسے تمام عذرات کو جو آپ حضرات کی طرف سے مرزا صاحب کے آخری فیصلہ پر خاک ڈالنے کو کئے جاتے ہیں۔ ان سب کا مدلل، مبرہن، معقول جواب عرصہ سے مولانا

ثناء اللہ صاحب رسالہ "فیصلہ مرزا" میں دے چکے ہیں آپ اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔
ہاں آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ

"اس دعا کے متعلق ×× آج صرف اسلئے مولوی (ثناء اللہ) صاحب کو خیال ہوا ہے کہ جس بات (یعنی مولانا ثناء اللہ صاحب کے اس دعا کو قبول نہ کرنے) نے حضرت مرشدنا (مرزا صاحب) کو اس دعا کی ہر ایک ذمہ داری سے بری کر رکھا ہے وہ دنیا کی نگاہ سے محو ہو چکی ہے کیونکہ اس پر پچیس سال گذر چکے ہیں۔" (ص۳ ٹریکٹ کمالی)

یہ بھی جناب کی بیخبری ہے۔ کیونکہ جب سے جناب مرزا صاحب بموجب اپنی دعا کہ دنیائے فانی سے تشریف لے گئے ہیں مولانا ثناء اللہ صاحب برابر اس خدائی فیصلہ سے احمدی امت کو ملزم گردانتے رہے ہیں۔ اخبار "اہلحدیث" کے ہر سال کی فائل اس پر گواہ ہیں۔ انہیں بھی چھوڑیئے۔ آیئے میں آپ کو ایک نہ بھولنے والا واقعہ جو بوجہ امتداد زمانہ شاید آپ کی مخصوص نظر سے محو ہو چکا ہے یاد کراؤں کہ مولوی نور الدین کی زندگی میں آپ کی جماعت اسی فیصلہ الٰہیہ میں شکست کھانے کے باعث مبلغ تین سو روپیہ کا تاوان تو دہانہ ہیں بھر چکی ہے۔ خواجہ صاحب! یہ تاریخ احمدیہ کا واقعہ بھی آپ کو یاد ہے یا بھولے ہوئے ہیں؟

مکرم من! مولانا ثناء اللہ صاحب نے آخری فیصلہ کی تجویز اس لئے پیش نہیں کی کہ آپ سچائی پر پردہ ڈالنے کے عذرات کو بھول چکے ہیں، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا اپنی رحیم طبع کے باعث غلط پسند فریق کو خدا کے ہاں ماخوذ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

مرزا صاحب کی دعا مندرجہ اشتہار "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" پر خدا تعالےٰ نے جو فیصلہ کیا خواجہ صاحب موصوف اس سے ملتبس و مشتبہ کرنے کو فرماتے ہیں۔

"خود اس اشتہار میں ×× جناب مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ اگر میں

کذاب و مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ (ثناء اللہ صاحب) مکذبین کی سزا سے نہیں بچینگے۔

اس اشتہار میں لفظ "سنت اللہ" فیصلہ کن ہے۔ یعنی اس **دعا** کا ظہور سنت اللہ کے طریق پر ہوتا ہے۔

سنت اللہ کا فیصلہ نَبْتَهِلْ والی آیت کے بعد **کسی اور طریق پر ہو ہی نہیں سکتا۔** سنت اللہ کیلئے **ضروری ہے** کہ فریقین میں سے دونوں ایک دوسرے کے خلاف دعا کریں۔" (ص۳)

خواجہ صاحب! میں آپ کا احترام ملحوظ رکھکر درد بھرے دل سے آپ کو قرآن فہمی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے فیصلے کے لئے سنت اللہ متعدد ہیں۔

(۱) مباہلہ سنت اللہ بیشک ہے مگر اُس میں صیغہ جمع متکلم کا ہونا ضروری ہے جیسے نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ وغیرہ۔

(۲) حضرات انبیاء کو منکروں کی طرف سے سخت تکلیف کا پہنچنا اور اُس حالت میں انبیاء کرام اور مومنین کا بالحاح وزاری یکطرفہ دعا کرنا بھی موجب ہلاکت مخالفین ہوتا ہے۔ غور سے پڑھئے۔

مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ (پ ۲ ع ۱۰)

"یعنی مخالفوں سے انبیاء کو بہت تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہلا دئے گئے یہاں تک کہ رسول اور مومن کہہ اُٹھتے تھے کہ ہائے اللہ کی مدد کب آئیگی۔ جواب ملتا سنو اللہ کی مدد آنے والی ہے۔"

اس کل قانون سنت اللہ کی تشریح کیلئے میں آپ کو حضرت نوح علیہ السلام کا

واقعہ سناتا ہوں جنہوں نے بہت تکلیف کے بعد جناب باری میں عرض کی۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا اِلٰی مِمَّا خَطِیْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا ۔ الآیہ (پ ۲۹ ع ۱۰)

"یعنی حضرت نوح نے کہا اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور ایسے مالدار لوگوں کے تابع ہوئے ہیں جن کے مال اور اولاد نے اُن کو نقصان ہی پہنچایا ہے۔ آخر کار ان اعمال کی وجہ سے وہ غرق کئے گئے۔ الخ۔"

سردست آپ کی توجہ کے لئے یہ دو ہی قانون پیش کرکے بتاتا ہوں کہ مرزا صاحب کی "سنت اللہ" سے مراد وہی قانون ہے جو حضرت نوح کے واقعہ میں ہم کو بماتحت دوسری آیت کے ملتا ہے۔ کیونکہ پہلی سنت اللہ کیلئے جمع متکلم کے صیغہ کی ضرورت ہے جو مرزا صاحب کی عبارت میں نہیں۔ بلکہ حضرت نوح کی طرح محض متکلم مفرد کے صیغے ہیں۔ چنانچہ چند فقرات آپ کے ملاحظہ کیلئے یہاں نقل کرتا ہوں۔

"بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود۔ کذاب۔ دجال۔ مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دُکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤنگا۔ × × محض دعا

کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوے مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ × × × مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اُٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین"

خواجہ صاحب! یہ ہیں اصلی الفاظ اپیل مرزا صاحب کے جو آپ کے سامنے ہیں۔ ان کو حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ کے ساتھ ملا کر دیکھئے بعینہ ایک سانچے کی ہیں۔ پھر کیا حضرت نوح کی قوم پر جو عذاب آیا وہ مباہلہ سے آیا تھا؟ ذرہ الفاظ قرآنی سامنے رکھکر جواب سوچیں۔

مِمَّا خَطِيْئَاتِهِمْ اُغْرِقُوْا

محض اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق ہوئے

پس سنت اللہ کے متعدد طرق ہیں (۱) کفار کی طرف سے کفر و تکذیب پر اصرار

کرنے پر عذاب آنا (۲) انبیاء کرام کی بالحاح وزاری دعا کے بعد عذاب آنا۔
(۳) مباہلہ میں ہلاکت بھی سنت اللہ ہے۔ مگر مباہلہ کی تعریف میں فریقین کی دعا داخل ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

"مباہلہ کے معنے لغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کیلئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں"۔ (اربعین ۲ حاشیہ ص ۲۹)

چنانچہ آپ (خواجہ) بھی فریقین کی دعا کی ضرورت مانتے ہیں۔ کیا مرزا صاحب اور مولانا ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل ایک دوسرے پر عذاب کی دعا بالعنت کی تھی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ محض مرزا صاحب نے دعا کی۔ لطف یہ ہے کہ صیغہ بھی واحد متکلم کا ہے پھر بھی خواجہ صاحب جیسے ذی ہوش اس کو مباہلہ کی صورت میں سنت اللہ بتائیں تو پبلک خواجہ صاحب کے حق میں کیا گمان کریگی؟

خواجہ صاحب! للہ غور کریں کہ آپ نصوص صریحہ سے چشم پوشی کر کے محض مباہلہ کو سنت اللہ قرار دیتے ہیں۔ کیا انبیاء کرام کی زندگی میں مباہلہ کا ثبوت آپ دے سکتے ہیں؟ ہم تو تلاش کر کے تھک گئے۔ آپ کسی نبی کا منکرین کے ساتھ مباہلہ کرنا پھر اُن پر عذاب آنا بتائیں تو ہم شکرگزار ہونگے۔

جناب خواجہ صاحب! سنت اللہ تو "قانون جاری" کا نام ہے نہ ایسے فعل کا جس کا تحقق ہی نہیں ہوا۔ باوجود اس کے ہم مانتے ہیں کہ بطور ملازمتہ منطقیہ کے مباہلہ بھی سنت اللہ ہے۔ لیکن اگر تحقق ہوجائے۔ یہ نہیں کہ کوئی واقعہ کفار کے کفر پر یا نبی کی دعا پر ہوجائے اور آپ مرزا صاحب کو تنائی زد سے بچانے کیلئے اس کو مباہلہ میں داخل کر کے سنت اللہ بنادیں اور جمیع سنت اللہ کو مباہلہ میں حصر کردیں۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو پبلک آپ کی اس بیجا حمایت مرزا پر آپ کا عندیہ اس شعر میں ظاہر کریگی ؂

پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے　　بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

خواجہ صاحب ! میں آپ کو اور ساری جماعت احمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ اعلان مرزا صاحب سارا پڑھ جائیں، مکرر پڑھیں سہ کرر پڑھیں، ایک لفظ بھی مباہلہ کا پائیں تو میں آپ کے دعوے کو مان جاؤنگا۔

(خادم امت مرزا محمد عبد اللہ معمار امرتسری)

قادیان سے تفسیر نویسی کا چیلنج

اور

اُس کا خاتمہ

ایک احمدی کا مکرّر ولولہ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مرقع قادیانی بابت جنوری ۳۲ئہ میں تفسیر نویسی کا مضمون مفصل درج ہو چکا ہے۔ جس میں از ابتدا تا انتہا سب واقعات مطبوعہ تحریرات سے نقل کردئے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خلیفہ قادیان نے باپ کی طرح علماء دیو بند کو تفسیر نویسی اور قرآنی معارف نمائی کا چیلنج دیا۔ علماء دیوبند کی طرف سے خاکسار نے چیلنج منظور کیا۔ شرط شروط پر گفتگو رہی۔ آخر کار میں نے سب کچھ مان لیا۔ یعنی فریق ثانی نے چند کتابیں ساتھ رکھنے کی اجازت چاہی، میں نے منظور کرلی۔ صرف اتنی شرط رکھی کہ تفسیر عربی زبان کے قواعد کے ماتحت ہوگی۔ یہ شرط کوئی ناقابل قبول نہیں ہوسکتی۔ سب کچھ مانکر میں نے لکھدیا تھا کہ شہر بٹالہ متصل قادیان کی جامع مسجد میں آکر دُو در دُو تفسیر لکھیں۔ اس پر خاموشی رہی۔

اگرچہ غیر معتدل سلسلہ پیری مریدی انسان کو گونگا بہرا بنا دینے میں کافی اثر رکھتا ہے، تاہم مستثنےٰ بھی ممکن ہے۔ اس لئے ایک احمدی کے دل میں گدگدی اُٹھی کہ نہیں یہ تو بڑی سخت ہزیمت ہے کہ فریق مخالف کو للکارا جائے اور پھر